ستمبر ۱۹۸۸ء
ماہنامہ
خالد
ربوہ
ایڈیٹر :
یوسف سہیل شوق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ خالد ربوہ

تبوک ۱۳۶۷ ہش

ستمبر ۱۹۸۸ء

قیمت ماہانہ ۲ روپے ۵۰ پیسے سالانہ ۲۵ روپے۔

(ایڈیٹر)

یوسف سہیل شوقؔ

اِس شمارہ میں

پبلشر: مبارک احمد خالد؛ پرنٹر: قاضی منیر احمد؛ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد، دارالصدر جنوبی، ربوہ۔

مہمان اداریہ

ایک تمثیل

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"ہمارا گروہ ایک سعید گروہ ہے جس نے اپنے وقت پر اس بندہ مامور کو قبول کر لیا ہے جو آسمان اور زمین کے خدا نے بھیجا ہے اور ان کے دلوں نے قبول کرنے میں کچھ تنگی نہیں کی کیونکہ وہ سعید تھے اور خدائے تعالیٰ نے اپنے لئے انہیں چُن لیا تھا۔ عنایتِ حق نے انہیں قوت دی اور دوسروں کو نہیں دی اور اُن کا سینہ کھول دیا اور دوسروں کا نہیں کھولا۔ سو جنہوں نے لے لیا انہیں اور بھی دیا جائے گا اور اُن کی بڑھتی ہوگی مگر جنہوں نے نہیں لیا اُن سے وہ بھی لیا جائے گا جو اُن کے پاس پہلے تھا۔ بہت سے راستبازوں نے آرزو کی کہ اس زمانہ کو دیکھیں مگر دیکھ نہ سکے۔ مگر افسوس کہ ان لوگوں نے دیکھا مگر قبول نہ کیا۔ ان کی حالت کو میں کس قوم کی حالت سے تشبیہ دوں۔ اُن کی نسبت یہی تمثیل ٹھیک آتی ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وعدہ کے موافق ایک شہر میں اپنی طرف سے ایک حاکم مقرر کر کے بھیجا تا وہ دیکھے کہ درحقیقت مطیع کون ہے اور نافرمان کون اور تا اُن تمام جھگڑوں کا تصفیہ بھی ہو جائے جو اُن میں واقع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ وہ حاکم عین اُس وقت میں جبکہ اُس کے آنے کی ضرورت تھی آیا اور اُس نے اپنے آقائے نامدار کا پیغام پہنچا دیا اور سب لوگوں کو راہِ راست کی طرف بُلایا اور اپنا حَکَم ہونا اُن پر ظاہر کر دیا لیکن وہ اُس کے ملازم سرکاری ہونے کی نسبت شک میں پڑ گئے تب اُس نے ایسے نشان دکھلائے جو ملازموں سے ہی خاص ہوتے ہیں مگر انہوں نے نہ مانا اور اُسے قبول نہ کیا اور اُس کو کراہت کی نظر سے دیکھا اور اپنے تئیں بڑا سمجھا اور اس کا حَکَم ہونا اپنے لیے قبول نہ کیا بلکہ اُس کو پکڑ کر بے عزت کیا اور اُس کے مُنہ پر تھوکا اور اس کے مارنے کے لئے دوڑے اور بہت سی تحقیر و تذلیل کی اور بہت سی سخت زبانی کے ساتھ اُس کو جھٹلایا تب وہ اُن کے ہاتھ سے وہ تمام آزار اُٹھا کر جو اُس کے حق میں مقدّر تھے اپنے بادشاہ کی طرف واپس چلا گیا اور وہ لوگ جنہوں نے اُس کا ایسا بُرا حال کیا کسی اور حاکم کے آنے کے منتظر بیٹھے رہے اور جہالت کی راہ سے اسی خیالِ باطل پر جمے رہے کہ یہ تو حاکم نہیں تھا بلکہ وہ اور شخص ہے جو آئے گا جس کی انتظاری ہمیں کرنی چاہیئے سو وہ سارا دن اس شخص کی انتظار کیئے گئے اور اُٹھ اُٹھ کر دیکھتے رہے کہ کب آتا ہے اور اس وعدہ کا باہم ذکر کرتے رہے جو بادشاہ کی طرف سے تھا یہاں تک کہ انتظار کرتے کرتے سورج غروب ہونے لگا اور کوئی نہ آیا۔ آخر شام کے قریب بہت سے پولیس کے سپاہی آئے جن کے ساتھ بہت سی ہتکڑیاں بھی تھیں سو انہوں نے آتے ہی اُن شریروں کے شہر کو پھونک دیا اور پھر سب کو پکڑ کر ایک ایک کو ہتکڑی لگا دی اور عدالتِ شاہی کی طرف بجرم عدول حکمی اور مقابلہ ملازم سرکاری

بقیہ ص ۲۷

نثار ہیں جو محمدؐ پہ، ہم ہیں اُن پہ نثار

صابر ظفر

ہمیشہ حلقۂ نامہرباں میں رہتے ہیں
جو حق پہ ہوتے ہیں وہ امتحاں میں رہتے ہیں

حسد کی آگ سے کس کس کا گھر جلاؤ گے
کہ اہلِ عشق تو سارے جہاں میں رہتے ہیں

مرے خیال میں دفنا چکی ہے جن کو زمیں
کب آئیں گے وہ اگر آسماں میں رہتے ہیں

نثار ہیں جو محمدؐ پہ، ہم ہیں اُن پہ نثار
نجانے آپ ابھی کس گماں میں رہتے ہیں

خدا کے نام پہ جاں وار دیں جو لوگ ظفرؔ
وہ زندگی کی طرح جسم و جاں میں رہتے ہیں

حضرت امام جماعت احمدیہ کا دورہ مشرقی افریقہ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ مشرقی افریقہ کے ممالک کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ اور ماریشس کے دورہ پر ۲۷ اگست کو کینیا پہنچے۔ جماعت احمدیہ کے کسی امام کا مشرقی افریقہ کا یہ پہلا دورہ تھا۔ کینیا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ یوگنڈا تشریف لے گئے۔ اس کے بعد تنزانیہ اور آخری مرحلے میں حضور نے ماریشس کا دورہ فرمایا۔

۲ ستمبر کو حضور نے کینیا میں احمدیہ بیت الذکر نیروبی میں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضور نے کینیا کی جماعت کی ترقی کی طرف توجہ دلائی اور مباہلہ کے بارے میں یہ عظیم الشان خوشخبری دی کہ عنقریب مزید کامیابیاں حاصل ہونیوالی ہیں۔ حضور نے ایرپورٹ پر اپنے ایک تازہ خواب کا ذکر فرمایا جس میں حضور نے مٹھائی کے چار ڈبے مکرم مولوی نور الحق صاحب کو تقسیم کرنے کے لئے دیئے —

۹ ستمبر کو حضور نے احمدیہ بیت الذکر تنزانیہ میں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں تنزانیہ کے ایک مخلص احمدی محترم امری عبیدی صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر فرمایا۔ نیز گزشتہ چند سالوں میں تنزانیہ کی جماعت میں بیداری پر خوشی کا اظہار فرمایا نیز فرمایا کہ تنزانیہ میں کثرت سے سکول اور ہسپتال قائم کئے جائیں گے۔ نیز افریقن طالب علموں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے جماعت کی طرف سے امداد کی پیشکش فرمائی۔ نیز یہاں پر اور یوگنڈا میں ہومیو پیتھک ہسپتال قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔ اور جماعت کو نماز قائم کرنے، دعوتِ الی اللہ کرنے، اور بد رسوم سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

۱۶ ستمبر کو حضور نے ماریشس کی احمدیہ بیت الذکر دار السلام میں خطبہ ارشاد فرمایا اور اہل ماریشس کی بعض کمزوریاں دور کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ ماریشس کے احمدی احباب میں اتنی صلاحیت موجود ہے کہ اگر وہ دعوت الی اللہ کا کام دعاؤں اور حکمت کے ساتھ شروع کریں تو ماریشس میں چند سالوں میں روحانی انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

حضور نے اپنے دورے کے دوران متعدد مجالس عرفان میں شرکت فرمائی۔ حضور کے دیدار کے پیاسے احباب نے اپنے محبوب امام سے ملاقاتیں کر کے روحانی لذت و سرور پایا۔ اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ نے حضور کی آمد کی خبریں شائع فرمائیں۔ حضور کی آمد و رفت کے سلسلے میں پولیس کے حفاظتی دستے سرکاری انتظام کے تحت موجود رہے۔ ::

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

زندگیاں بدلا کر رکھ دینے والے ارشادات

نماز کی عظمتیں، برکتیں، رفعتیں

حضرت بانیٔ سلسلہ کے سیدھے دل میں اُتر جانے والے پاکیزہ ارشادات

خدا تعالیٰ پر سچے ایمان کی علامت

مَیں جانتا ہوں کہ انسان کی خدا ترسی کا اندازہ کرنے کے لیۓ اس کے التزام نماز کو دیکھنا کافی ہے کہ کس قدر ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جو شخص پورے پورے اہتمام سے نماز ادا کرتا ہے اور خوف اور بیماری اور فتنہ کی حالتیں اس کو نماز سے روک نہیں سکتیں وہ بیشک خدا تعالیٰ پر ایک سچا ایمان رکھتا ہے۔ مگر یہ ایمان غریبوں کو دیا گیا ہے۔ دولت مند اس نعمت کو پانے والے بہت ہی تھوڑے ہیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۴۴۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۲)

نماز کا مغز دعا میں ہے

نماز کا مغز اور رُوح بھی دعا ہی ہے جو سورۃ فاتحہ میں ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔ جب ہم اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہتے ہیں تو اس دعا کے ذریعہ سے اس نور کو اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے اُترتا ہے اور دلوں کو یقین اور محبت سے منوّر کرتا ہے۔

بعض لوگ جلدی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم دعا سے منع نہیں کرتے مگر دُعا سے مطلب صرف عبادت ہے جس پر ثواب مرتب ہوتا ہے مگر افسوس کہ یہ لوگ نہیں سوچتے کہ ہر ایک عبادت جس کے اندر خدا تعالےٰ کی طرف سے روحانیت پیدا نہیں ہوتی۔ اور ہر ایک ثواب جس کی محض خیالی کے طور پر کسی آئندہ زمانہ میں امید رکھی جاتی ہے وہ سب خیال باطل ہے حقیقی عبادات اور حقیقی ثواب وہی ہے جس کے اسی دنیا میں انوار اور برکات محسوس ہوں۔ ہماری پرستش کی قبولیت کے آثار یہی ہیں کہ ہم عین دعا کے وقت میں اپنے دل کی آنکھ سے مشاہدہ کریں کہ ایک تریاقی نور خدا سے اُترتا اور ہمارے دل کے زہریلے مواد کو کھوتا اور ہمارے پر ایک شعلہ کی طرح گرتا اور فی الفور ہمیں ایک پاک کیفیت انشراح صدر اور یقین اور محبت اور لذت اور انس و ذوق سے پُر کر دیتا ہے۔ اگر یہ امر نہیں ہے تو پھر دعا اور عبادت بھی ایک رسم اور

عادت ہے۔

(ایام الصلح صفحہ ۱۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۱)

نماز میں چار نشان مانگنے کی دعا

خدا تعالیٰ سے ایک آسمانی نشان چاہتا ہوں جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔۔۔۔۔۔ اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں اس کی نظر میں صادق نہیں ہوں تو اس تین برس کے عرصہ تک جو ۱۹۰۲ء تک ختم ہوں گے میری تائید میں ایک ادنیٰ قسم کا نشان بھی ظاہر نہیں ہوگا۔ اور اس طرح پر میرا کذب ظاہر ہو جائے گا۔ اور لوگ میرے ہاتھ سے مخلصی پائیں گے اور اگر اس مدت تک میرا صدق ظاہر ہو جائے جیسا کہ مجھے یقین ہے تو بہت سے پردے جو دلوں پر ہیں اٹھ جائیں گے۔ میری یہ دعا بدعت نہیں ہے بلکہ ایسی دعا کرنا۔۔۔۔ عبادات میں سے ہے جو نمازوں میں ہمیشہ پنج وقت مانگی جاتی ہے کیونکہ ہم نماز میں یہ دعا کرتے ہیں کہ

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ

اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنے ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں۔ نبیوں کا کمال، صدیقوں کا کمال، شہیدوں کا کمال، صلحاء کا کمال۔۔۔۔

سو یہ چاروں قسم کے کمال جو ہم پانچ وقت خدا تعالیٰ سے نماز میں مانگتے ہیں یہ دوسرے لفظوں میں ہم خدا تعالیٰ سے آسمانی نشان طلب کرتے ہیں اور جس میں یہ طلب نہیں اس میں ایمان نہیں۔

ہماری نماز کی حقیقت یہی طلب ہے جو ہم چار رنگوں میں پنج وقت خدا تعالیٰ سے چار نشان مانگتے ہیں اور اسی طرح پر زمین پر خدا تعالیٰ کی تقدیس چاہتے ہیں تا ہماری زندگی انکار اور شک اور غفلت کی زندگی ہو کر زمین کو پلید نہ کرے اور ہر ایک شخص خدا تعالیٰ کی تقدیس تبھی کر سکتا ہے کہ جب وہ یہ چاروں قسم کے نشان خدا تعالیٰ سے مانگتا رہے۔

(تریاق القلوب صفحہ ۲۴۷-۲۴۸۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۱۵-۵۱۶)

جو پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا۔۔۔۔۔

جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ (کشتی نوح صفحہ ۲۱۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

نماز کی ادائیگی کا معیار ۔۔۔؟

سوا اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵)

پانچ نمازیں ۔۔۔ زندگی کے پانچ تغیر

(اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا

سے مدد چاہو۔ نماز کیا چیز ہے؟ وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی کے الفاظ کے پابند نہ رہو۔ کیونکہ ان کی نماز اور اُن کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسولؐ کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو۔ تاکہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ پنجگانہ نمازیں کیا ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لیے ان کا وارد ہونا ضروری ہے۔

(۱) پہلے جبکہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا۔ یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا۔ سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا۔ اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی۔ جس کا وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے۔ سو یہ حالت تمہاری اس وقت کے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی ہے۔

(۳) تیسرا تغیر تم پر اس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرار دادِ جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لیے گزر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت کے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(۴) چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جبکہ فرد قرار دادِ جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سُنا دیا جاتا ہے اور قید کے لیے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت کے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے۔

(۵) پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہے

مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے۔ سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے۔ اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لیئے مقرر کیں۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لیئے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہارے اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظِل ہیں۔ نمازیں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضا و قدر تمہارے لیئے لائے گا۔ پس قبل اسکے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

(کشتی نوح صـ۶۷ ۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صـ۷۰)

جو امیر آدمی نماز نہیں پڑھتا......

اے امیرو اور بادشاہو اور دولت مندو آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دُنیا کے ملک اور دُنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپروا ہے اس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔

(کشتی نوح صـ۶۷ ۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صـ۷۰)

نماز میں سورۃ فاتحہ کی اہمیت

سورہ فاتحہ کا خلاصہ مطلب ... جس کو پانچ وقت ..... نمازیں پڑھتے ہیں ..... دراصل اس دعا کا نام نماز ہے اور جب تک انسان اس دعا کو دردِ دل کے ساتھ خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر نہ پڑھے اور اس سے وہ عقدہ کشائی نہ چاہے جس عقدہ کشائی کے لیئے یہ دعا سکھائی گئی ہے تب تک اس نے نماز نہیں پڑھی۔ اور اس نماز میں تین چیزیں سکھلائی گئی ہیں۔

۱۔ اوّل خدا تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کی توحید تا انسان چاند سورج اور دوسرے جھوٹے دیوتاؤں سے منہ پھیر کر صرف اسی سچے دیوتا کا ہو جاوے اور اس کی روح سے یہ آواز نکلے کہ

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ

یعنی مَیں تیرا ہی پرستار ہوں اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہوں۔ اور

دوسرے یہ سکھلایا گیا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اپنے بھائیوں کو شریک کرے اور اس طرح پر بنی نوع کا حق ادا کرے۔ اس لیئے دعا میں اِھۡدِنَا کا لفظ آیا ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہم سب لوگوں کو اپنی سیدھی راہ دکھلا۔ یہ معنے نہیں کہ مجھ کو اپنی سیدھی راہ دکھا۔ پس اس طور کی دعا سے جو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے بنی نوع کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے۔ اور

تیسرے اس دعا میں یہ سکھلانا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک ایمان تک محدود نہ رکھ

بلکہ ہمیں وہ روحانی نعمتیں عطا کر جو تُو نے پہلے راستبازوں کو دی ہیں اور پھر کہا کہ یہ دعا بھی کرو کہ ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن کو روحانی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں آخر انہوں نے ایسے کام کئے جن سے اس دنیا میں غضب ان پر نازل ہوا۔ اور یا اس دنیا میں غضب سے تو بچے مگر گمراہی کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب میں گرفتار ہوئے۔

خلاصہ دعا کا یہ ہے کہ جس کو خدا روحانی نعمتیں عطا نہ کرے اور دیکھنے والی آنکھیں نہ بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ بھرے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ (نسیم دعوت صفحہ ۵۶۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۱۹-۴۲۰)

نماز کی روحانی کیفیات

غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مُشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرتِ احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے اور اسی کی ظِل نماز ہے ...... اور روح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کیلئے ہر ایک ہیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے اور اس کا رکوع یعنی جھکنا یہ ہے کہ وہ تمام محبتوں اور تعلقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھک آتی ہے اور خدا کے لئے ہو جاتی ہے۔ اور اس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گر کر اپنے خیال بکلّی کھو دیتی ہے اور اپنے نفس وجود کو مٹا دیتی ہے۔ یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے۔ اور شریعت ...... نے اس کی تصویر معمولی نماز میں کھینچ کر دکھلائی ہے۔ تا وہ جسمانی نماز روحانی نماز کی طرف محرّک ہو کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کے وجود کی ایسی بناوٹ پیدا کی ہے کہ روح کا اثر جسم پر اور جسم کا اثر روح پر ضرور ہوتا ہے۔ جب تمہاری روح غمگین ہو تو آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور جب روح میں خوشی پیدا ہو تو چہرہ پر بشاشت ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان بسا اوقات ہنسنے لگتا ہے ایسا ہی جب جسم کو کوئی تکلیف اور درد پہنچے تو اس درد میں روح بھی شریک ہوتی ہے اور جب جسم کسی ٹھنڈی ہوا سے خوش ہو تو روح بھی اس سے کچھ حصہ لیتی ہے۔ پس جسمانی عبادات کی غرض یہ ہے کہ روح اور جسم کے باہمی تعلقات کی وجہ سے روح میں حضرتِ احدیت کی طرف حرکت پیدا ہو اور وہ روحانی قیام اور سجود میں مشغول ہو جائے۔ کیونکہ انسان ترقیات کے لئے مجاہدات کا محتاج ہے اور یہ بھی ایک قسم کا مجاہدہ ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب دو چیزیں باہم پیوست ہوں تو جب ہم ان میں سے ایک چیز کو اُٹھائیں گے تو اس اُٹھانے سے دوسری چیز کو بھی جو اس سے ملحق ہے کچھ حرکت پیدا ہوگی لیکن صرف جسمانی قیام اور رکوع اور سجود میں کچھ فائدہ نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ یہ کوشش شامل نہ ہو کہ روح بھی اپنے طور سے قیام اور رکوع اور سجود سے کچھ حصہ لے اور یہ حصہ لینا معرفت پر موقوف ہے اور معرفت فضل پر موقوف۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۲۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۳-۲۲۴)

. . . .

نماز کی غرض — وحدت کا قیام

نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔ وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔ پھر اسی وحدت کے لیے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلہ..... میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی (بیت الذکر۔ ناقل) میں اور پھر سال کے بعد عید گاہ میں جمع ہوں اور..... سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں۔ ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے۔

(لیکچر لدھیانہ صفحہ ۳۳-۳۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۸۱-۲۸۲)

مومن کون؟

مومن صرف وہی لوگ نہیں ہیں جو نماز میں خشوع اختیار کرتے اور سوز و گداز ظاہر کرتے ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر وہ مومن ہیں کہ جو باوجود خشوع اور سوز و گداز کے تمام لغو باتوں اور لغو کاموں اور لغو تعلقوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور اپنی خشوع کی حالت کو بیہودہ کاموں اور لغو کاموں کے ساتھ ملا کر ضائع اور برباد ہونے نہیں دیتے اور طبعاً تمام لغویات سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور بیہودہ باتوں اور بیہودہ کاموں سے ایک کراہت ان کے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے اور یہ اس بات پر دلیل ہوتی ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق ہو گیا ہے۔ کیونکہ ایک طرف سے انسان تب ہی منہ پھیرتا ہے جب دوسری طرف اس کا تعلق ہو جاتا ہے۔ پس دنیا کی لغو باتوں اور لغو کاموں اور لغو سیر و تماشا اور لغو صحبتوں سے واقعی طور پر اسی وقت انسان کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے جب دل کا خدائے رحیم سے تعلق ہو جائے اور دل پر اس کی عظمت اور ہیبت غالب آ جائے۔

(براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۲۰۱-۲۰۲)

روحانی وجود کا پہلا مرتبہ

روحانی وجود کا پہلا مرتبہ جو نماز اور یادِ الٰہی میں حالتِ خشوع اور رقت اور سوز و گداز ہے یہ مرتبہ اپنی ذات میں صرف اطلاق کی حیثیت رکھتا ہے یعنی نفسِ خشوع کے لیے یہ لازمی امر نہیں ہے کہ ترکِ لغویات بھی ساتھ ہو۔ یا اس سے بڑھ کر کوئی اخلاقِ فاضلہ اور عاداتِ مہذبہ ساتھ ہوں بلکہ ممکن ہے کہ جو شخص نماز میں خشوع اور رقت و سوز اور گریہ و زاری اختیار کرتا ہے خواہ اس قدر دوسرے پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے ہنوز لغو باتوں اور لغو کاموں اور لغو حرکتوں اور لغو مجلسوں اور لغو تعلقوں اور لغو نفسانی جوشوں سے اس کا دل پاک نہ ہو۔ یعنی ممکن ہے کہ ہنوز معاصی سے اس کو رستگاری نہ ہو کیونکہ خشوع کی حالت کا کبھی کسی دل پر وارد ہونا یا نماز میں ذوق اور سرور حاصل ہونا یہ اور چیز ہے اور طہارت نفس

اور چیز۔ اور گو کسی سالک کا خشوع اور عجز و نیاز اور سوز و گداز بدعت اور شرک کی آمیزش سے پاک بھی ہو، تاہم ایسا آدمی جس کا وجود روحانی ابھی مرتبہ دوم تک نہیں پہنچا ابھی صرف قبلۂ روحانی کا قصد کر رہا ہے اور راہ میں سرگرداں ہے اور ہنوز اس کی راہ میں طرح طرح کے دشت و بیاباں اور خارستان اور کوہستان اور بحرِ عظیم پر طوفان اور درندگانِ دشمنِ ایمان و دشمنِ جان قدم قدم پر بیٹھے ہیں تاوقتیکہ وجودِ روحانی کے دوسرے مرتبہ تک نہ پہنچ پائے۔ (براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۲۰۱)

نمازوں میں عجز و نیاز

پہلا مرتبہ روحانی ترقی کا یہ ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے یعنی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ یعنی وہ مومن نجات پا گئے جو اپنی نماز اور یادِ الٰہی میں خشوع اور فروتنی اختیار کرتے ہیں اور رقت اور گدازش سے ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں۔ ..

....

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے انسان کے روحانی وجود کا پہلا مرتبہ حالت خشوع اور عجز و نیاز اور سوز و گداز ہے اور درحقیقت وہ بھی اجمالی طور پر مجموعہ ان تمام امور کا ہے جو بعد میں کھلے طور پر انسان کے روحانی وجود میں نمایاں ہوتے ہیں۔ ......

یہی صفات مومن کے روحانی وجود کے اوّل مرتبہ کے ہیں اور اوّل مرتبہ مومن کے روحانی وجود کا وہ خشوع اور رقت اور سوز و گداز کی حالت ہے جو نماز اور یادِ الٰہی میں مومن کو میسر آتی ہے یعنی گدازش اور رقت اور فروتنی اور عجز و نیاز اور روح کا انکسار اور ایک تڑپ اور قلق اور تپش اپنے اندر پیدا کرنا ہے اور ایک خوف کی حالت اپنے پر وارد کر کے خدائے عزوجل کی طرف دل کو جھکانا جیسا کہ اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ یعنی وہ مومن مراد پا گئے جو اپنی نمازوں میں اور ہر ایک طور کی یادِ الٰہی میں فروتنی اور عجز و نیاز اختیار کرتے ہیں اور رقت اور سوز و گداز اور قلق اور کرب اور دلی جوش سے اپنے رب کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں یہ خشوع کی حالت جس کی تعریف کا اوپر اشارہ کیا گیا ہے روحانی وجود کی تیاری کے لئے پہلا مرتبہ ہے یا یوں کہو کہ وہ پہلا تخم ہے جو عبودیت کی زمین میں بویا جاتا ہے اور وہ اجمالی طور پر ان تمام قویٰ اور صفات اور اعضاء اور تمام نقش و نگار اور حسن و جمال اور خط و خال اور شمائل روحانیہ پر مشتمل ہے جو پانچویں اور چھٹے درجہ میں انسان کامل کے لئے نمودار طور پر ظاہر ہوتے اور اپنے دلکش پیرایہ میں تجلی فرماتے ہیں۔ (براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۱۸۷ تا ۱۸۸)

مجرد گریہ و زاری بغیر ترکِ لغویات کچھ نہیں

ایسا ہی روحانی وجود کے پہلے مرتبہ کے لئے یعنی حالتِ خشوع کے لئے ممکن ہے کہ وہ رحیم کی کشش اور تعلق سے پہلے ہی برباد ہو جائے جیسا کہ بہت سے لوگ ابتدائی حالت میں اپنی نمازوں میں روتے اور وجد کرتے اور نعرے مارتے اور خدا کی محبت میں طرح طرح کی دیوانگی ظاہر کرتے ہیں اور طرح طرح کی عاشقانہ حالت

دکھلاتے ہیں۔ اور چونکہ اس ذات ذوالفضل سے جس کا نام رحیم ہے کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا اور نہ اس کی خاص تجلی کے جذبہ سے اس کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ اس لئے ان کا وہ تمام سوز و گداز اور تمام وہ حالتِ خشوع بے بنیاد ہوتی ہے اور بسا اوقات ان کا قدم پھسل جاتا ہے یہاں تک کہ پہلی حالت سے بھی بدتر حالت میں جا پڑتے ہیں۔ ..... حالتِ خشوع روحانی وجود کا اوّل مرتبہ ہے اور جب تک رحیم خدا کی کشش اس کی دستگیری نہ کرے وہ حالت خشوع کچھ بھی چیز نہیں۔ اس لئے ہزارہا ایسے لوگوں کو پاؤ گے کہ اپنی عمر کے کسی حصہ میں یادِ الٰہی اور نماز میں حالتِ خشوع سے لذت اٹھاتے اور وجد کرتے اور روتے تھے اور پھر کسی ایسی لعنت نے ان کو پکڑ لیا کہ یک مرتبہ نفسانی امور کی طرف گر گئے اور دنیا اور دنیا کی خواہشوں کے جذبات سے وہ تمام حالت کھو بیٹھے۔ یہ نہایت خوف کا مقام ہے کہ اکثر وہ حالتِ خشوع رحیمیت کے تعلق سے پہلے ہی ضائع ہو جاتی ہے اور قبل اس کے کہ رحیم خدا کی کشش اس میں کچھ کام کرے وہ حالت برباد اور نابود ہو جاتی ہے۔ ..... مثلاً اس خشوع میں کوئی مشرکانہ ملونی یا کسی بدعت کی آمیزش ہے یا اور لغویات کا ساتھ اشتراک ہے مثلاً نفسانی خواہشیں اور نفسانی ناپاک جذبات بجائے خود زور مار رہے ہیں یا سفلی تعلقات نے دل کو پکڑ رکھا ہے یا جیفۂ دنیا کی لغو خواہشوں نے زیر کر دیا ہے۔ پس ان تمام ناپاک عوارض کے ساتھ حالتِ خشوع اس لائق نہیں ٹھہرتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق پکڑ جائے۔ ..... یہی وجہ ہے کہ ہندو جوگیوں کی حالتِ خشوع اور عیسائی پادریوں کی حالتِ انکسار ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اور گو وہ سوز و گداز میں اس قدر ترقی کریں کہ اپنے جسم کو بھی ساتھ ہی استخوان بے پوست کر دیں تب بھی رحیم خدا ان سے تعلق نہیں کرتا کیونکہ اُن کی حالتِ خشوع میں ایک ذاتی نقص ہے اور ایسا ہی وہ بدعتی فقیر ..... جو قرآن شریف کی پیروی چھوڑ کر ہزاروں بدعات میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ بھنگ، چرس اور شراب پینے سے بھی شرم نہیں کرتے اور دوسرے فسق و فجور بھی ان کیلئے شیرِ مادر ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی حالت رکھتے ہیں کہ رحیم خدا سے اور اس کے تعلق سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے بلکہ رحیم خدا کے نزدیک وہ تمام حالتیں مکروہ ہیں اس لئے وہ باوجود اپنے طور کے وجد اور رقص اور اشعار خوانی اور سرور وغیرہ کے رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں۔ .....

ایسا ہی ..... بعض اپنے عوارض ذاتیہ کی وجہ سے جیسے تکبّر اور عُجب اور ریا یا اَور کسی قسم کی ضلالت کی وجہ سے یا شرک سے اِس لائق نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق پکڑ سکے۔ ..... یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز اور یادِ الٰہی میں جو کبھی انسان کو حالتِ خشوع میسّر آتی ہے اور وجد اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا لذّت محسوس ہوتی ہے۔ یہ اِس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اُس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے۔ ......
پس ایسا ہی روحانی ذوق شوق اور حالتِ خشوع اِس بات کو مستلزم نہیں کہ رحیم خدا سے ایسے شخص کا تعلق ہو جائے اور اس کی طرف کھینچا جائے۔ ..... پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گو وہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو خدا سے تعلق پکڑنے کیلئے کوئی لازمی علامت نہیں ہے۔ یعنی کسی شخص میں نماز اور

یادِ الٰہی کی حالت میں خشوع اور سوز و گداز اور گریہ وزاری پیدا ہونا لازمی طور پر اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس شخص کو خدا سے تعلق بھی ہے۔ ممکن ہے کہ سب حالات کسی شخص میں موجود ہوں مگر ابھی اس کو خدا تعالیٰ سے تعلق نہ ہو۔ جیسا کہ مشاہدہ صریحہ اِس بات پر گواہ ہے کہ بہت سے لوگ پند و نصیحت کی مجلسوں اور وعظ و تذکیر کی محفلوں یا نماز اور یادِ الٰہی کی حالت میں خوب روتے اور وجد کرتے اور نعرے مارتے اور سوز و گداز ظاہر کرتے ہیں اور آنسو اُن کے رخساروں پر پانی کی طرح رواں ہو جاتے ہیں بلکہ بعض کا رونا تو مُنہ پر رکھا ہُوا ہوتا ہے۔ ایک بات سُنی اور رو ہی رو دیا۔ مگر تاہم لغویات سے وہ کنارہ کش نہیں ہوتے اور بہت سے لغو کام اور لغو باتیں اور لغو سیر و تماشے اُن کے گلے کا ہار ہو جاتے ہیں جن سے سمجھا جاتا ہے کہ کچھ بھی اُن کو خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں اور نہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت کچھ اُن کے دلوں میں ہے۔ پس یہ عجیب تماشا ہے کہ ایسے گندے نفسوں کے ساتھ بھی خشوع اور سوز و گداز کی حالت جمع ہو جاتی ہے۔ اور یہ عبرت کا مقام ہے اور اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجرد خشوع اور گریہ وزاری کہ جو بغیر ترکِ لغویات ہو کچھ فخر کرنے کی جگہ نہیں اور نہ یہ قربِ الٰہی اور تعلق باللہ کی کوئی علامت ہے۔ (براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۱۹۰-۱۹۱)

خدا نے اپنے قانونِ قدرت میں مصائب کو پانچ قسم پر منقسم کیا ہے۔ یعنی آثار مصیبت کے جو خوف دلاتے ہیں اور پھر مصیبت کے اندر قدم رکھنا اور پھر ایسی حالت جب نومیدی ...... پیدا ہو جاتی ہے اور پھر زمانہ تاریک مصیبت کا اور پھر صبح رحمتِ الٰہی کی یہ پانچ وقت ہیں جن کا نمونہ پانچ نمازیں ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۴۲۲)

جسمانی سجدہ کا فائدہ

اصل بات یہ ہے کہ انسان عبادت کے لیئے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت دو قسم کی ہے۔ (۱) ایک تذلل اور انکسار (۲) دوسری محبت اور ایثار۔

تذلل اور انکسار کے لیئے اس نماز کا حکم ہُوا جو جسمانی رنگ میں انسان کے ہر ایک عضو کو خشوع اور خضوع کی حالت میں ڈالتی ہے یہاں تک کہ دل کے سجدہ کے مقابل پر اس نماز میں جسم کا بھی سجدہ رکھا گیا۔ تا جسم اور روح دونوں اِس عبادت میں شامل ہوں۔ اور واضح طور پر ظاہر ہو کہ جسم کا سجدہ بیکار اور لغو نہیں۔ اوّل تو یہ امر مسلّم ہے کہ خدا جیسا کہ روح کا پیدا کرنے والا ہے ایسا ہی وہ جسم کا بھی پیدا کرنیوالا ہے۔ اور دونوں پر اس کا حق خالقیت ہے ماسوا اس کے جسم اور روح ایک دوسرے کی تاثیر قبول کرتے ہیں بعض دفعہ جسم کا سجدہ روح کے سجدہ کا محرک ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ روح کا سجدہ جسم میں سجدہ کی حالت پیدا کر دیتا ہے کیونکہ جسم اور روح دونوں باہم مرایا متقابلہ کی طرح ہیں۔ مثلاً ایک شخص جب محض تکلف سے اپنے جسم میں ہنسنے کی صورت بناتا ہے تو بسا اوقات وہ سچی ہنسی بھی آجاتی ہے کہ جو روح کے انبساط سے متعلق ہے۔ ایسا ہی جب ایک شخص تکلف سے اپنے جسم میں یعنی آنکھوں میں ایک رونے کی صورت بناتا ہے تو بسا اوقات حقیقت میں رونا بھی آجاتا ہے جو روح کی درد اور رقت سے متعلق ہے۔ پس جبکہ

آئندہ نسلوں کو نمازی بنائے بغیر احمدیت کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں

سال کا باقی حصہ نماز قائم کرنے کی کوششوں میں صرف کرنا چاہیئے

میرے دل میں اس معاملے میں درد و غم کی ایک آگ لگی ہوئی ہے

اپنی اولاد کو اپنے گھر میں بے نماز دیکھ کر کیوں چین سے بیٹھے رہتے ہیں؟

جب تک جماعت نماز کے معاملے میں سینکڑوں گنا زیادہ بیدار نہ ہو مجھے سکون نہیں ملے گا!

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ جولائی ۱۹۸۸ء
بمقام اسلام آباد۔ لندن کا تفصیلی خلاصہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی کی تلاوت فرمائی۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝

(العنکبوت ۲۹ آیت ۴۶)

اس کے بعد فرمایا:-

نماز سب سے زیادہ اہم ہے

جماعت احمدیہ کی تاریخ کے پہلے سو سال عنقریب پورے ہونے کو ہیں۔ جوں جوں اگلی صدی قریب تر آتی چلی جا رہی ہے میں جماعت کو مختلف رنگ میں بعض تربیتی امور کی طرف متوجہ کر رہا ہوں اور اس سلسلے میں گزشتہ ایک سال سے مسلسل ایک مربوط مضمون کی

شکل میں یکے بعد دیگرے کئی خطبات دیئے لیکن ان سب میں سب سے زیادہ اہم امر جس کی طرف آج مَیں دوبارہ جماعتِ احمدیہ عالمگیر کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ نماز باجماعت کے قیام کے سلسلے میں ہے۔

تمام عبادتوں کی رُوح نماز ہے، انسانی پیدائش کا مقصد نماز ہے اور نماز سے حاصل ہوتا ہے۔ نماز میں ہر قسم کی فلاح کی کنجیاں ہیں اور جیسے جیسے انسان نماز میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے فلاح کی مزید کنجیاں عطا ہوتی رہتی ہیں۔ مَیں نے عمداً لفظ کنجی استعمال نہیں کیا بلکہ جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ کیونکہ میرا تجربہ ہے کہ نماز کی کیفیت کے بدلنے کے ساتھ ساتھ انسان کو اللہ تعالیٰ نئے امور کا فہم عطا کرتا چلا جاتا ہے اور نئے مضامین اس پر کھلتے چلے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کے ارشادات میں سے متعدد اقتباسات مَیں جماعت کے سامنے پہلے رکھ چکا ہوں لیکن آج زیادہ تر توجہ نماز کی ابتدائی منازل کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

آئندہ نسلوں کی ذمہ داری

کیونکہ مَیں نے بارہا اپنے سفر کے دوران خصوصاً مغرب کے ممالک میں یہ مشاہدہ کیا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کا ایک طبقہ ایسا ہے جو ابھی تک نماز کی ابتدائی حالتوں پر بھی قائم نہیں ہو سکا۔ انگلستان میں بھی مَیں نے عمومی جائزہ لیا اور بعض خاندانوں سے تفصیلی گفتگو بھی کی۔ ان کے بچوں کے حالات معلوم کئے تو مجھے یہ دیکھ کر بہت تکلیف پہنچی کہ ہم ابھی تک نماز کے سلسلے میں اپنی آئندہ نسلوں کی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر سکے۔ اور یہی وہ امر ہے جو میرے لئے پہلی صدی کے آخر پر سب سے زیادہ فکر کا موجب بن رہا ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے قیام کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا اگر جماعتِ احمدیہ اگلی صدی میں اس حال میں داخل ہو کہ ہماری اگلی نسلیں نماز سے غافل ہوں۔ یہ ایک ایسی فکر انگیز بات ہے اور ایسی قابلِ فکر بات ہے کہ جب تک ہر دل میں اس کی فکر پیدا نہ ہو مَیں سمجھتا ہوں کہ مَیں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکا۔ اور بار بار توجہ دلانے کے باوجود جس رنگ میں یہ فکر دلوں میں پیدا کرنی چاہتا ہوں مَیں دیکھ رہا ہوں کہ اُس رنگ میں یہ فکر بہت سے دلوں میں پیدا نہیں کر سکا۔

جماعت کے اخلاص کی حفاظت کا طریق

جہاں تک جماعت کے عمومی اخلاص کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ابتلاء کے موجودہ دَور میں جماعت کے اخلاص کا عمومی معیار بہت بلند ہوا ہے۔ اور نیک کاموں میں تعاون کی رُوح میں ایک نئی جِلا پیدا ہو گئی ہے۔ ایک آواز پر لبیک کہنے کے لئے کثرت کے ساتھ دل بے چین ہیں۔ جب بھی جماعت کو نیکی کی طرف بُلایا جاتا ہے جس طرح اخلاص کے ساتھ اس آواز پر جماعت لبیک کہتی ہے اس سے میرا دل حمد سے بھر جاتا ہے لیکن یہ اخلاص فی ذاتہٖ کچھ چیز نہیں اگر اس اخلاص کے نتیجے میں خدا تعالیٰ سے ایک مستقل تعلق پیدا نہ ہو جائے۔ یہ اخلاص اپنی ذات میں محفوظ نہیں اگر اس اخلاص کو نماز کے اور عبادت کے برتنوں میں محفوظ نہ کیا جائے۔ اس لحاظ سے یہ اخلاص ایک آنے جانے والے موسم کی شکل اختیار کر سکتا ہے بعض دفعہ سخت گرمیوں کے بعد اچھا موسم آتا ہے۔ ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے آتے ہیں۔ بعض دفعہ سخت سردی کے بعد خوشگوار موسم کے دَور آتے ہیں لیکن یہ چیزیں

آنے جانے والی ہیں ٹھہر جانے والی نہیں۔ عبادت کوئی موسمی کیفیت کا نام نہیں۔ عبادت ایک مستقل زندگی کا رابطہ ہے۔ عبادت کی مثال ایسی ہے جیسے ہم ہوا میں سانس لیتے ہیں۔ کئی قسم کے زندہ رہنے کے طریق ہیں جو انسان کو لازم کئے گئے ہیں مگر ہوا اور سانس کا جو رشتہ زندگی سے ہے ایسا مستقل، دائمی، لازمی اور ہر لمحہ جاری رہنے والا رشتہ اور کسی چیز کا نہیں۔ پس عبادت کو یہی رشتہ انسان کی روحانی زندگی سے ہے۔ یہ عبادت ذکر الٰہی کی صورت میں ہمہ وقت جاری رہ سکتی ہے لیکن وہ نماز جو قرآن کریم نے ہمیں سکھائی اور سنّت نے جسے ہمارے سامنے تفصیل سے پیش کیا یہ وہ کم سے کم ذکر الٰہی ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے خصوصیت کے ساتھ آج پھر جماعت کو نماز کی اہمیت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

آئندہ نسلوں کی نماز کی حالت پر غور کریں!

میں جانتا ہوں کہ اکثر وہ احباب جو اس مجلس میں حاضر ہیں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نمازوں کے پابند ہیں مگر میں حال کے موجودہ دور کی بات نہیں کر رہا میں مستقبل کی بات کر رہا ہوں۔ وہ لوگ جو آج نمازی ہیں جب تک ان کی اولادیں نمازی نہ بن جائیں، جب تک اُن کی آئندہ نسلیں اُن کی آنکھوں کے سامنے نماز پر قائم نہ ہو جائیں اُس وقت تک احمدیت کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی، اس وقت تک احمدیت کے مستقبل کے متعلق خوش آئند امنگیں رکھنے کا ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اس لئے بالعموم ہر احمدی بالغ سے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو، میں بڑے عجز کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے گھروں میں اپنی آئندہ نسلوں کی نمازوں کی حالت پر غور کریں، ان کا جائزہ لیں، اُن سے پوچھیں اور روز پوچھا کریں کہ وہ کتنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ معلوم کریں کہ جو کچھ وہ نماز میں پڑھتے ہیں اُس کا مطلب بھی ان کو آتا ہے یا نہیں۔ اور اگر مطلب آتا ہے تو غور سے پڑھتے ہیں یا اس انداز سے پڑھتے ہیں کہ جتنی جلدی بوجھ گلے سے اُتار پھینکا جا سکے اُتنی جلدی نماز سے فارغ ہو کر دنیا طلبی کے کاموں میں مصروف ہو جائیں۔ اِس پہلو سے اگر آپ جائزہ لیں گے اور حق کی نظر سے جائزہ لیں گے، سچ کی نظر سے جائزہ لیں گے تو مجھے ڈر ہے کہ جو جواب آپ کے سامنے اُبھریں گے وہ دلوں کو بے چین کر دینے والے جواب ہوں گے۔

سچائی کے اقرار کی جرأت پیدا کریں

کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ایسی بات، ایسی مجلس میں کرنا، جس میں تمام دنیا سے مختلف ممالک کے نمائندے آئے ہوں، یہ اچھا اثر پیدا نہیں کرے گا۔ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اقرار جو تمام دُنیا میں تشہیر پا سکتا ہے اور مخالف اس سے خوش ہو سکتے ہیں ایسی مجلس میں کرنا کوئی اچھی بات نہیں۔ مگر مجھے اس کی ادنیٰ بھی پرواہ نہیں کہ دنیا سچائی کے اقرار کے نتیجے میں ہمیں کیا کہتی ہے۔ جب تک آپ سچائی کے اقرار کی جرأت پیدا نہیں کرتے آپ کی دینی حالت درست نہیں ہو سکتی، آپ کی اخلاقی حالت درست نہیں ہو سکتی، آپ کی روحانی حالت درست نہیں ہو سکتی۔ ہمارا حساب خدا کے سامنے ہے اور خدا کی نظر کے سامنے ہم ہمیشہ کھلی ہوئی کتاب کی طرح پڑے رہتے ہیں۔ اس لئے

ہمارے جو بھی اقرار ہیں وہ اپنے خدا کے حضور ہیں اور یہ شعور بیدار کرنے کے لئے جماعت کے دلوں کو جھنجوڑنے کے لئے میں نے ضروری سمجھا کہ آج اس خطبے میں آپ کو خصوصیت کے ساتھ اس مرض کی طرف توجہ دلاؤں جس کے متعلق خطرہ ہے کہ ہماری اگلی نسلوں کے لئے بعض صورتوں میں مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔

مغرب و مشرق کا مشترکہ مرض

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خصوصیت کے ساتھ مغربی ممالک میں یہ مرض پایا جاتا ہے اور بڑھ رہا ہے۔ لیکن میں جب غور کی نظر سے مشرقی ممالک کو دیکھتا ہوں تو اُن کی حالت بھی اس سے کوئی بہت زیادہ بہتر نہیں پاتا۔ یہاں تک کہ میں جب پاکستان کے حالات پر نظر ڈالتا ہوں تو وہاں کی جماعتوں کی حالت بھی کئی پہلوؤں سے قابلِ فکر دیکھتا ہوں۔ مجھے خدام الاحمدیہ کے ساتھ وابستہ رہنے کے نتیجے میں اور وقفِ جدید کے ساتھ وابستہ رہنے کے نتیجے میں اور انصار اللہ کے ساتھ وابستہ رہنے کے نتیجے میں دیہاتی جماعتوں میں پھرنے کا ایک لمبا تجربہ ہے مجھے دیہاتی جماعتوں کے حالات کو قریب کی نظر سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرا مزاج ایسا بنایا ہے کہ اعداد و شمار پر نظر رکھنے کی عادت ہے اس لئے میں نے تمام دوروں میں ہمیشہ تقریریں کرنے کی بجائے تفصیل سے حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کی۔ بعض مجالس میں تقریر کے پروگرام کے ہوتے ہوئے بھی اس پروگرام کو منسوخ کیا اور نوجوانوں اور بچوں کو کھڑا کر کے ان کو پوچھنا شروع کیا کہ بتاؤ تم نماز میں کیسے ہو، تمہیں نماز پڑھنی آتی بھی ہے یا نہیں۔ آتی ہے تو پڑھ کے سناؤ اور سناتے ہو تو پھر اس کا مطلب بھی بتاؤ۔ غرضیکہ بڑی تفصیل سے میں نے جائزہ لیا ہے اور مسلسل ان دوروں کے وقت جماعت کو متنبہ کرتا رہا ہوں کہ جس حالت میں ہم آج اپنے بچوں کو پاتے ہیں یہ ہرگز اطمینان بخش نہیں ہے۔ اس لئے محض مغرب کو متہم کرنا بھی مناسب نہیں۔ مغرب کے ملکوں کے بعض ایسے زائد محرکات ہیں جو نماز سے غیر اللہ کی طرف کھینچنے میں مزید ابتلاء پیدا کرتے ہیں لیکن مشرقی ممالک میں کچھ اور قسم کے محرکات ہیں۔ وہاں کی غربت، وہاں کی بدحالی، وہاں کے موسموں کی کڑی آزمائشیں، بہت سے ایسے محرکات ہیں جن کے نتیجے میں انسان میں بسا اوقات گھر واپس آنے کے بعد یہ طاقت نہیں رہتی کہ اپنی اولاد کی طرف صحیح توجہ دے سکے۔ اس لئے تمام دنیا میں جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ اللہ کے فضل سے اس وقت موجود ہے، اس وقت ۱۱۴ سے زائد ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔ ہمیں آج کے بعد کا بقیہ سال خصوصیت سے نماز کو قائم کرنے کی کوششوں میں صرف کرنا چاہیئے۔

تم میں سے ہر کوئی پوچھا جائے گا

یہ درست ہے کہ خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں بھی ہیں، انصار اللہ کی بھی ذمہ داریاں ہیں اور نظامِ جماعت کی من حیث الجماعت بھی ذمہ داریاں ہیں لیکن حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تربیت کا ہمیں گُر سکھایا ہے وہ یہ نہیں تھا کہ تم اپنے نظام کے اوپر اپنے تربیت کے کاموں کا انحصار کرو بلکہ فرمایا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ کہ خبردار

تم میں سے ہر ایک، ایک چرواہا ہے۔ ایک گڈریا ہے۔ اور تم میں سے ہر ایک سے اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اتنا عظیم الشان تربیت کا ایک نکتہ ہے کہ جسے قومیں اگر یاد رکھتیں یا مسلمان اگر یاد رکھتے تو کبھی بھی وہ انحطاط پذیر نہیں ہو سکتے تھے۔ ہر فرد بشر جو ایک گھر رکھتا ہے یا گھر سے بڑھ کر اپنے معاشرے میں کوئی حیثیت رکھتا ہے یا اپنے شہر کے معاشرے سے بڑھ کر ملک و قوم میں کوئی حیثیت رکھتا ہے، ایسے ہر شخص پر حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ فرمان اطلاق پاتا ہے اور کیسے خوبصورت انداز میں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا —— فرمایا تم میں سے ہر ایک، ایک گڈریا ہے، مالک نہیں ہے۔ رَاعٍ کا لفظ اُس گڈریے کے متعلق استعمال ہوتا ہے جو لوگوں کی بھیڑیں لیکر اُن کو چرانے کے لیئے باہر جاتا ہے۔ تو یہ نہیں فرمایا کہ تم اپنی اولاد کے مالک ہو اور اپنی اولاد کے بارے میں تم پوچھے جاؤ گے یا جن لوگوں پر تمہارا اثر و رسوخ ہے یا جس قوم میں تمہارا نفوذ ہے اُن لوگوں یا اُس قوم کے متعلق اس لیئے پوچھے جاؤ گے کہ تم اُن پر کوئی مالکانہ حقوق رکھتے ہو۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ تم جس حیثیت میں بھی ہو، ایک چھوٹے دائرے میں ایک مقام تمہیں نصیب ہوا ہے یا ایک وسیع تر دائرے میں ایک مقام تمہیں نصیب ہوا ہے تمہارا مقام ایک گڈریے کا سا مقام ہے اور جو کچھ تمہاری رعیت ہے، جو کچھ تمہارے تابع فرمان لوگ ہیں یہ سارے خدا کی ملکیت ہیں، خدا کی بھیڑیں ہیں اور جس طرح بھیڑوں کا مالک گڈریے سے اُن کا حساب لیا کرتا ہے اور بعض دفعہ ایک ایک بھیڑ کو گن کر وصول کرتا ہے اور نقصان کے عذر قبول نہیں کرتا اسی طرح تم میں سے ہر ایک خدا کے حضور جوابدہ ہے۔ تم اپنی اولاد کے بھی مالک نہیں، یہ تمہارے سپرد امانتیں ہیں اس لیئے سب سے اہم ذمہ داری خود گھر والے کی ہے۔ اور پھر حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے تفصیل سے یہ ذکر بھی فرمایا کہ گھر کی مالکہ بھی اپنے دائرہ اختیار میں مسئولہ ہوگی اس سے بھی پوچھا جائے گا۔ اور کُلُّکُمْ نے تو سارے بنی نوع انسان کو محیط کر لیا ہے۔ کسی قسم کا کوئی انسان بھی اس فرمان کے دائرہ کار سے باہر نہیں رہا۔ اس لیئے یہی وہ بہترین گُر ہے، یہی وہ بہترین ارشاد ہے جس کو سمجھنے کے بعد اور جس پر عمل کرنے کے بعد ہم فی الحقیقت زندہ رہنے کا سبق سیکھ سکتے ہیں۔ اس لیئے ہر وہ شخص جو کسی حیثیت سے کوئی اثر رکھتا ہے اسے نماز کا نگران ہو جانا چاہیئے۔ ہر باپ کو اپنی بیوی اور بچوں کا نگران ہونا چاہیئے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پاکیزہ عادت

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو باقاعدہ مستقل مزاجی کے ساتھ نماز کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ بہت پُرانی بات ہے، ہزاروں سال پہلے کا واقعہ ہے تمام انبیاء قوم کو نصیحت کیا کرتے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس معاملے میں ایسا دل ڈال کر، ایسی جان ڈال کر نصیحت فرمایا کرتے تھے اور ایسے بے قرار رہتے تھے اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ کے پیار اور محبت کی نظر اُن پر پڑی اور قرآن کریم کی دائمی کتاب میں اُن کا ذکر محفوظ فرما دیا۔ اس سے ایک اَور سبق بھی ہمیں ملتا ہے کہ ہم کوئی کام خواہ کیسے ہی دنیا کی نظر سے مخفی طور پر

کریں، دُنیا کی نظر سے اوجھل رہ کر بھی کریں۔ آباد شہروں کے بیچ میں کریں یا صحراؤں کے درمیان ایک چھوٹی سی بستی میں کریں، شہر کی گلیوں میں کریں یا اپنے گھر کے خلوت خانے میں کریں، خدا کی نظر ہر کام پر پڑتی ہے اور جس کام کو خدا قبولیت عطا فرماتا ہے اس کام پر محبت اور پیار کی نظر رکھتا ہے اور اس کام کو ضائع ہونے نہیں دیتا۔ اس نصیحت کی جو جزاء آپ کو اُخروی دنیا میں ملے گی وہ ایک الگ جزاء ہے۔ لیکن آپ کی مثال کو قیامت تک کے لیے دنیا کے سامنے زندہ کر کے پیش کر دینا خود اپنی ذات میں ایک اتنی عظیم الشان جزاء ہے کہ اس کی مثال کم دنیا میں دکھائی دیتی ہے۔

یہ نصیحت بچپن سے شروع کریں

پس وہ اسمٰعیلی صفت اپنے اندر پیدا کریں۔ اپنی بیویوں کی نمازوں کے متعلق متوجہ ہوں، اپنے بچوں کی نمازوں کی طرف متوجہ ہوں، اپنی بچیوں کی نمازوں کی طرف متوجہ ہوں اور یاد رکھیں کہ اس کام کو جب تک بچپن سے آپ شروع نہیں کریں گے یہ کام ثمر دار ثابت نہیں ہوگا۔ اس محنت کا ویسا پھل آپ کو نہیں مل سکتا جیسا کہ آپ توقع رکھتے ہیں۔ یہ وہ دوسری نصیحت ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمائی جب آپؐ نے یہ فرمایا کہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان کہو۔ جب آپؐ نے یہ فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے بائیں کان میں تکبیر کہو تو درحقیقت انسانی فطرت کا یہ گہرا راز ہمیں سمجھا دیا کہ تربیت کے لیے کسی خاص عمر کا انتظار نہیں کیا جاتا۔ جونہی بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے وہ تمہاری ذمہ داری بن جاتا ہے اور اُس دن سے اُس کی تربیت کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس مضمون پر اس سے پہلے بھی میں روشنی ڈال چکا ہوں کہ گزشتہ زمانوں میں تو ایک جاہل انسان یہ اعتراض کر سکتا تھا کہ یہ ارشاد بے معنی اور مہمل ہے کیونکہ پہلے دن کے بچے کو تو کچھ سمجھ نہیں آتا۔ وہ نہ تو زبان سمجھتا ہے نہ اشارے جانتا ہے اپنے ماں باپ تک کو پہچان نہیں سکتا اس کے کان میں اذان دینے کا کیا مطلب ہے۔ مگر آج کی تحقیق نے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ معاملہ کھول دیا ہے اور اس عقدے کو حل کر دیا ہے کہ بچہ نہ صرف یہ کہ ماں کے پیٹ سے باہر آنے پر فوری طور پر اثر قبول کرنے لگ جاتا ہے بلکہ اب تو سائنسدان یہ بات بھی دریافت کر چکے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں پیدائش سے پہلے بھی وہ بیرونی دنیا کے اثرات کو قبول کرتا ہے۔ اس پر غور کرتے ہوئے میری توجہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور نصیحت کی طرف مبذول ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میاں بیوی تعلقات قائم کرتے ہیں تو اُس وقت بھی دعا کیا کرو۔ اُس وقت بھی شیطان کے مس سے محفوظ رہنے کی دعا کیا کرو اور خدا سے پناہ مانگا کرو تو معلوم ہوا کہ پیدائش کے بعد تربیت کا ایک خاص مرحلہ شروع ہوتا ہے لیکن دراصل پیدائش سے پہلے بھی تربیت کا ایک مرحلہ شروع ہو جاتا ہے اور بچہ بننے کے وقت یا اُس کے آغاز کے وقت یا اُس کے آغاز کے امکان کے وقت بھی انسان کو اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور خدا تعالیٰ سے استدعا کرنی چاہیئے۔

... ...

آنے والی نسلوں کے لئے بھی دُعا کریں

پھر مزید مَیں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مضمون تو اس سے بھی زیادہ گہرا ہے اور اس سے بھی زیادہ وسیع تر ہے۔ انبیاء کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ مدتوں بعد پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے بھی دُعا کیا کرتے تھے جن کا کوئی وجود نہیں تھا۔ وہ شہر مکہ جو آج تمام دنیا کے لئے مرجع خلائق ہے جب اسکے کھنڈرات کو از سرِ نو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنانا شروع کیا تو اُس وقت قیامت تک اپنی آنے والی نسلوں کے لئے دعائیں مانگیں۔ پس حقیقت یہ ہے کہ تربیت کا آغاز بچے کے بڑے ہونے کے وقت کا منتظر نہیں ہوتا بلکہ اُس کی پیدائش کے ساتھ، اُس کی پیدائش سے پہلے بلکہ اس سے بھی بہت پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی آپ صرف اپنی اولاد کے لئے دُعا نہ کریں بلکہ اولاد در اولاد اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی دعا کریں۔

دُعا کے بغیر خشک نمازی پیدا ہوں گے

ان باتوں پر غور کرتے ہوئے میری توجہ پھر اس بات پر آکر ٹھہر گئی کہ ہر بات کا مرکزی نقطہ تو دُعا بنتی ہے۔ دعا کے بغیر کسی کوشش کو پھل نہیں لگتا، دعا کے بغیر کوئی محنت ثمر دار ثابت نہیں ہوتی پس وہ ماں باپ جو اپنی اولاد کی تربیت میں دعا سے کام نہیں لیتے وہ جتنی محنت کریں حقیقت یہ ہے کہ ان کی محنت کو پھل نہیں لگ سکتا۔ اگر دعا کے پانی کے بغیر خشک محنت کریں گے تو یاد رکھیں کہ وہ خشک نمازی پیدا کر دیں گے لیکن حقیقی عبادت کرنے والے پیدا نہیں کر سکتے۔ اِس مسئلے پر غور کرتے ہوئے جب مَیں نے اپنے تجربے پر نظر ڈالی تو اُس وقت مجھے سمجھ آئی کہ کیوں بعض سخت گیر ماں باپ کی اولاد نماز پر تو قائم ہوئی لیکن وہ لوگ نماز کی رُوح سے خالی رہے اور جس طرح ایک مشین گھومتی ہے یا ایک روبوٹ چلتا ہے جو بظاہر زندگی والے آثار رکھتا لیکن حقیقت میں زندگی سے خالی ہوتا ہے، ایسی عبادتیں بھی ہو جاتی ہیں۔ پس آخری بات یا یوں کہنا چاہیئے کہ پہلی بات جو آخر بھی ہے اور پہلی بھی ہے وہ یہی ہے کہ اپنی آئندہ نسلوں کو عبادتوں پر قائم کرنے کے لئے دُعا کی طرف متوجہ ہوں اور دعاؤں میں ابتہال پیدا کریں۔ دُعاؤں میں درد پیدا کریں، دُعاؤں میں گریہ وزاری پیدا کریں، دعاؤں میں خدا تعالیٰ آپ کی بے چینی و بے قراری کو محسوس کرے اور وہ جان لے کہ آپ واقعۃً اپنی اولادوں اور آئندہ دور تک آنے والی نسلوں کو خدا کے عبادت گزار بندے بنانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آئندہ سفر اختیار کرنے کے لئے آپ صراطِ مستقیم کے کنارے پر کھڑے ہوں گے۔ آپ کے صراطِ مستقیم پر چلنے کا آغاز ہو جائے گا۔ پھر جوں جوں اس راہ میں قدم آگے بڑھائیں ہمیشہ دعا کو یاد رکھیں اور دعا سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہیں۔ دعا سے عجائب کام ہوتے ہیں، حیرت انگیز پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں نصیحت کو اک نیا شعور ملتا ہے۔ وہ نصیحت کرنے والا جو دعا کا عادی نہیں اور دعا سے خالی نصیحت کرتا ہے اس کی نصیحت میں جان نہیں ہوتی، اس کی نصیحت میں روح نہیں ہوتی۔ اس کی نصیحت

بعض دفعہ خوبیاں پیدا کرنے کی بجائے طرح طرح کی خرابیاں پیدا کر دیتی ہے۔ ایسا شخص جو دعا کا عادی نہیں اور ہر لحظہ اس کی اپنے خدا پر نظر نہیں اس کی نصیحت بعض دفعہ خود اس کے لیئے بھی ہلاکت کا موجب بن جاتی ہے کیونکہ اس کی نصیحت کی خشکی اس کی روح کے پانی کو چوس جاتی ہے اور رفتہ رفتہ وہ خود ایک مشین بن جاتا ہے۔ بسا اوقات خشک نصیحت کرنے والا متکبر ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات ایک خشک نصیحت کرنے والا متکبر بن کر نہ صرف خود خدا تعالیٰ کی راہوں سے دور چلا جاتا ہے بلکہ جن کو نصیحت کرتا ہے اُن کو نیکیوں کی طرف بلانے کی بجائے بدیوں کی طرف دھکیلتا ہے اور ایسی نصیحتیں نہ اس کے کام آتی ہیں اور نہ اُن کے کام آتی ہیں جن کو نصیحت کی جاتی ہے۔

خشک نصیحتوں والے ملک

کئی ملک ہیں جو مثال کے طور پر آپ کے سامنے پیش کیئے جاتے ہیں۔ ان میں خدا کے نام پر کئی تحریکات پہنچائی جا رہی ہیں لیکن کوئی بھی اثر نہیں رکھتے کیونکہ وہ نصیحتیں تقویٰ سے عاری ہیں، وہ نصیحتیں دعا سے عاری ہیں۔ جماعت احمدیہ کو ایسا نہیں بننا۔ جماعت احمدیہ تمام دنیا کے لیئے آج وہ آخری نمونہ ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کا احیاء ہے۔ اگر یہ نمونہ جماعت احمدیہ میں زندہ نہ ہوا تو ساری دنیا ہمیشہ کے لیئے مر جائیگی۔ اس لیئے حضرت بانی سلسلہ کے الفاظ میں میں کہتا ہوں کہ تم خدا کی وہ آخری جماعت ہو جس پر کائنات کے خدا کی نظر ہے جس سے ساری دنیا کی زندگی وابستہ ہو چکی ہے اور یہ عظیم الشان کام دعا کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے اور یہ عظیم الشان کام ممکن نہیں ہے جب تک آپ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنیوالی نسلیں اپنے پیچھے چھوڑ کر نہ جائیں۔ جب تک ایسا نہ ہو کہ مرنے سے پہلے آپ کی نظریں اپنی اولاد کے چہروں پر اس طرح پڑ رہی ہوں کہ آپ کے دل سکینت و اطمینان سے بھر جائیں کہ ہاں ہم نے خدا کی راہ میں عبادت کرنیوالی اولاد پیچھے چھوڑی ہے۔ جب تک ان کا تقویٰ آپ نہ دیکھیں اُس وقت تک آپ کی زندگی بھی بیکار ہے اور آپ کی موت بھی بیکار ہے۔ اس لیئے اس امر کی طرف بہت زیادہ گہری توجہ دیں۔ ہر وقت بے قراری محسوس کریں۔ کیوں آپ چین سے بیٹھے ہیں جب آپ اپنی اولاد کو اپنے گھر میں بے نماز دیکھتے ہیں۔

آغازِ سفر انجامِ سفر تو نہیں

پھر جب آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آغازِ سفر کوئی انجامِ سفر تو نہیں یہ سفر تو ایسا ہے جس میں لامتناہی مراحل آتے ہیں۔

آپ بظاہر اپنی اولاد کو اگر دعاؤں کی مدد سے نماز پر قائم بھی کر دیں اور غور سے مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ بہت سے نماز کے ایسے آداب ہیں جن سے وہ عاری ہیں۔ بہت سے نماز کے ایسے فوائد ہیں جو اُن کو ملنے چاہئیں اور نہیں مل رہے۔ نماز اُن کی توجہ دنیا سے ہٹا کر دین کی طرف نہیں کرتی۔ اُن کا دل اسی طرح دنیا میں اٹکا ہوا ہے جس طرح نماز پڑھنے سے پہلے اٹکا ہوا تھا۔ پس جب ان باتوں کو آپ غور کی نظر سے دیکھیں گے تو پھر ان کی نمازوں کی حالت کو بہتر اور بہتر بنانے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے

حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے بعض پچھلے خطبات میں حضرت بانی سلسلہ کے اقتباسات پڑھ کر سنائے

اور بڑی تفصیل سے مضمون کی گہرائی میں جا کر آپ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ نماز کا آغاز محض وہ مقصد نہیں ہے جس سے ہم ہمیشہ کی زندگی پا سکتے ہیں۔ نماز کے آغاز کے بعد پھر آگے لامتناہی مراحل ہیں جو مسلسل جاری رہیں گے اور اس کے سوا کوئی اور صورت ممکن نہیں ہے۔ دنیا کا کوئی عبادت کرنے والا عبادت میں اپنے آخری مقام کو نہیں پا سکتا جب تک وہ اس مضمون کو نہ سمجھے کہ جس کی عبادت کی جاتی ہے اس کا کوئی آخری مقام نہیں ہے۔ اور جب اس مضمون کو وہ سمجھ جاتا ہے تو پھر آخری منزل جس کی کوئی منزل نہیں، یعنی خدا تعالیٰ کی طرف مسلسل اور پیہم حرکت کا نام ہی نمازوں کی تکمیل یا نماز کے مقاصد کا حصول بن جاتا ہے۔ اس سے یہ راز ہمیں سمجھ آ گیا کہ وہ نماز جو ایک حالت پر ٹھہر جاتی ہے وہ زندہ نماز نہیں رہتی۔ وہ نماز جس کی حالت آگے بڑھنے سے رک جاتی ہے وہ یقیناً زندگی کے پانی سے محروم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

عبادت ایک ایسا مضمون ہے جس میں کوئی ٹھہراؤ نہیں ہے۔ چنانچہ جب اس پہلو کو خوب سمجھنے کے بعد آپ اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہوں گے تو آپ اپنے نفس کی طرف بھی متوجہ ہوں گے۔ پھر آپ کو حضرت بانی سلسلہ کے اس شعر کا مضمون سمجھ میں آئے گا کہ

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

پھر آپ کو قدم آگے بڑھانے پڑیں گے تاکہ آپ کی اولاد آپ کے پیچھے پیچھے اپنے قدم آگے بڑھائے۔ پھر یہ مضمون یک طرفہ نصیحت کا مضمون نہیں رہے گا آپ خوب سمجھ لیں گے اور اس بات کا عرفان حاصل کریں گے کہ آپ کو ہمیشہ اپنی نمازوں کی حالت کو پہلے سے بہتر بنانا ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو اپنے پیچھے چلنے کے اشارے کرنے ہوں گے، اپنے پیچھے چلے آنے کی تلقین کرنی ہوگی اور نمازوں کے جو پھل آپ حاصل کریں گے ان پھلوں میں اپنی اولاد کو شریک کرنا ہوگا۔ اس طرح ان کو یہ معلوم ہوگا کہ یہ کوئی محض دکھاوے کا ٹوٹا نہیں یہ وہ پھلدار درخت ہے جسے واقعۃً اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں اور اس کے قرب اور اس کے پیار کے پھل لگتے ہیں۔ پھر یہ نمازیں ثمردار ہو جائیں گی، پھر یہ نمازیں ہمیشہ نشوونما پاتی رہیں گی پس نماز کی حقیقت کی طرف نظر کریں۔

اس راہ میں ہمت نہ ہاریں

گہرائی سے اپنی اولاد کا جائزہ لیں، پھر اپنا جائزہ لیں اور پھر دونوں مل کر دعائیں کرتے ہوئے اس سفر کو آگے بڑھاتے جائیں۔ اس راہ میں بہت ہی محنت درکار ہے۔ بہت سے مراحل آتے ہیں جن میں انسان تھک جاتا ہے، ہمت ہار دیتا ہے، سمجھتا ہے کہ کب تک میں یہ کام کرتا رہوں گا۔ بسا اوقات اپنی اولاد کو نصیحت کرتا ہے مہینوں سالوں اور اولاد ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ دل میں سخت درد پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں کس زبان سے انہیں سمجھاؤں کہ عبادت میں تمہاری زندگی ہے۔ مگر بندہ عاجز ہے، بے بس ہے، کوئی پیش اس کی نہیں جاتی۔ لیکن یاد رکھیں ایسے موقعوں پر ہرگز مایوس نہیں ہونا۔ اس وقت پھر یاد کریں کہ درحقیقت آپ کا تمام تر انحصار عاجزانہ دعاؤں پر ہے۔ ایسی صورت میں جب آپ اپنی نصیحت کی ناکامی سے دل میں دکھ

محسوس کریں وہ وقت خصوصیت کے ساتھ دعا کا وقت ہے میں جانتا ہوں کہ آپ میں سے بہتوں نے یہ تجربہ کیا ہوگا لیکن کئی ایسے بھی ہوں گے جن کو ذاتی طور پر شاید اس کا تجربہ نہ ہوا ہو اس لیئے ان کو بتانے کی خاطر میں آپ کو بتاتا ہوں۔

مایوسی میں سے زندگی کا پانی

میں نے بارہا اپنی زندگی میں یہ محسوس کیا ہے کہ مایوسی کے وقت مایوسی میں سے زندگی کا پانی نکلتا ہے۔ اگر آپ دعا کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ جب آپ کی کوششیں بے کار جا رہی ہوں، جب کوئی نتیجہ نہ نکل رہا ہو اس وقت اگر آپ خدا کو الحاح کے ساتھ پکاریں، عاجزی اور خشوع کے ساتھ پکاریں تو انہی ناکامیوں میں سے مراد کا ایک ایسا چشمہ پھوٹتا ہے جو سلسبیل بن جاتا ہے۔ جو ہمیشہ کے لیئے آپکو زندگی بخشتا ہے۔ پس اس روح کے ساتھ اپنی اولادوں کو نمازوں پر قائم کریں۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آپ کو آغاز بہر حال پہلے سبق سے کرنا ہوگا۔ پہلے ان کو روزمرہ کی نمازوں کی عادت ڈالنی ہوگی۔

یہ کام سختی سے نہیں ہوگا

لیکن یاد رکھیں یہ کام سختی سے نہیں ہوگا۔ دعا کے بعد آپ کے دل میں ایک قسم کی نرمی پیدا ہو جائے گی، دعا کے بعد آپ کے دل میں ایک قسم کا عجز پیدا ہو جائے گا اور دعا کے نتیجے میں آپ کی اولاد کے دل بھی نرم ہوں گے۔ پھر آپ ان کو پیار اور محبت سے سمجھائیں۔ اور ضروری نہیں کہ پہلے دن ہی آپ کی اولاد پانچ وقت کی نمازی بن جائے، ضروری نہیں کہ آپ کی اولاد جب پانچ وقت کی نمازی بن جائے تو وضو میں بھی ویسا ہی اہتمام کرتی ہو اور دیگر لوازمات میں بھی ویسا ہی اہتمام کرتی ہو۔ ایسی خواتین بھی ملیں گی آپ کو، ایسی بچیاں بھی ملیں گی جو اپنے سنگھار کو بچانے کی خاطر تیمم کر لیں گی اس وقت ان کو تحقیر کی نظر سے نہ دیکھیں، اس وقت انکو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائیں ورنہ آپ کی نصیحت سارا اثر کھو دے گی۔ آپ اُن کے قریب آنے کی بجائے دُور ہٹ جائیں گے اور دُور کی آواز وہ اثر نہیں کرتی جو قریب کی آواز اثر کیا کرتی ہے۔ ایک محبت کرنے والا جو اپنے محبوب کے کان میں سرگوشی کرتا ہے دُنیا کی بلند ترین آواز رکھنے والا بھی وہ اثر اپنی آواز میں نہیں رکھ سکتا بسبب اس کی آواز دُور کی آواز ہوا کرتی ہے۔

یہ راز کبھی نہ بھولیں

اس لیئے آپ قریب رہیں یہ راز یاد رکھیں اور کبھی نہ بھولیں کہ اگر کامیاب نصیحت کرنی ہے تو آپ کو ہمیشہ اپنی بیوی، اپنے بچوں کے قریب رہنا ہوگا۔ روحانی طور پر اپنے دلی تعلقات کے لحاظ سے کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے آپ اور اُن کے درمیان کوئی خلیج حائل ہو جائے۔ حوصلہ کریں، وسعت قلبی کا ثبوت دیں، اُن کی کمزوریوں کو دیکھیں تو اپنی کمزوریاں بھی تو یاد کیا کریں۔ آپ بھی کب پہلے دن سے ہمیشہ کے لیئے نمازی بن گئے تھے۔ کئی مراحل میں سے آپ گزرے ہیں، کئی کمزوریاں ہیں جو آپ کی ذات میں موجود ہیں جن کے ساتھ آپ زندہ رہ رہے ہیں، جن کے ساتھ آپنے ایک قسم کی صلح کر رکھی ہے۔ آخر وہ بھی تو انسان ہیں اُن کے اندر بھی کمزوریاں ہیں، ان کے اندر بھی ایسے جذبات

ہیں جو بچپن کی عمر میں بعض دفعہ غیر اللہ کی طرف زیادہ مائل ہو جایا کرتے ہیں اور ان کی تادیب کی ضرورت ہے۔ ان کو رفتہ رفتہ تربیت دے کر ایک خاص نہج پر چلانے کی ضرورت ہے۔ اس لیے یہ شوخیاں اور تیزیاں اور تحقیر کی باتیں کام نہیں دیں گی، حوصلہ کرنا ہوگا مگر حوصلے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ مَیں نے دو طرح کے لوگ دیکھے ہیں۔ بعض اپنی اولاد سے اِس قسم کا حوصلے کا سلوک کرتے ہیں کہ وہ جو مرضی کرتی رہے ان کو پرواہ کوئی نہیں۔ یہ حوصلہ نہیں ہے، یہ تو بے حسی ہے، یہ تو موت ہے۔

اپنی اولاد کی بے دینی کا دُکھ پالیں

حوصلہ یہ ہے کہ دُکھ محسوس کریں اور دُکھ دُکھ کے ساتھ رہیں اور اُس دُکھ کو برداشت کرکے پھر اخلاق کا ثبوت دیں۔ اگر آپ ان کمزوریوں کو دیکھیں اور آپ کی روح بے چین نہ ہو جائے تو خدا کی قسم آپ حوصلے والے نہیں آپ مُردہ ہو چکے ہیں۔ تکلیف کی آزمائش کے وقت حوصلہ دکھانا اور اُن محرّکات کے وقت غصّے کو قابو میں رکھنا جبکہ انسان لازماً طیش کا شکار ہو جاتا ہے اس کو حوصلہ کہتے ہیں اور تربیت کے لیے اس حوصلے کی ضرورت ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کا ایک دلگداز واقعہ

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق ایک ایسے صحابیؓ روایت کرتے ہیں جو ایک لمبے عرصے تک اسلام سے غافل رہے اور صحرا میں انہوں نے پرورش پائی اس لیے شہروں کے آداب اور اخلاق و اطوار سے وہ ناواقف تھے، وہ کہتے ہیں کہ جب مَیں پہلی دفعہ مدینے میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا تو مجھے نہ تو شہری تہذیب و تمدّن کا کوئی حال معلوم تھا نہ نماز کے آداب سے کوئی واقفیت تھی چنانچہ نماز کے دوران مَیں نے ایسی حرکتیں کیں جو نماز میں نمازی کو زیب نہیں دیتیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب نماز ختم ہوئی تو اردگرد سے صحابہؓ کی نظریں مجھ پر اس طرح پڑیں جیسے مجھے کھا جائیں گی کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے اور وہ جانتے تھے کہ آپؐ کی نماز میں یہ حرکتیں خلل انداز ہوئی ہیں اور یہ چیز وہ برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ وہ صحابیؓ کہتے ہیں مَیں نے محسوس کیا کہ جیسے وہ خونی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا خبیثانہ حرکتیں مَیں نے کیں۔ کہتے ہیں مَیں نے خوف محسوس کیا لیکن اچانک میری نظر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر پڑی۔ آپؐ کی آنکھوں میں پیار بھرا ہوا تھا۔ ایسی محبت تھی، ایسی شفقت تھی کہ جیسے ماں بہت ہی پیار کی حالت میں اپنے بچے کو دیکھ رہی ہو۔ آپؐ نے فرمایا دیکھو نماز میں یوں نہیں کیا کرتے، یوں کیا کرتے ہیں۔ آؤ مَیں تمہیں بتاؤں کہ نماز کس طرح پڑھا کرتے ہیں۔ ایسی ایک نہیں، دو نہیں، بیسیوں مثالیں ہیں کہ بڑوں سے بھی آپؐ نے حوصلے کا ثبوت دیا، بڑوں کے ساتھ بھی آپؐ نے شفقت اور حلم کا سلوک کیا اور چھوٹوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک فرمایا۔ جاہلوں کے ساتھ بھی عالموں کے ساتھ بھی۔ یہ وہ مربّی ہے جو ساری دنیا کو زندہ کرنے پر مامور فرمایا گیا تھا۔ اس مربّی کے آثار کو اپنی ذات میں، اپنے وجود میں جاری کرنا ہوگا اور اس

مرنی سے خود زندگی کے گُر پانے ہوں گے اور زندہ کرنے کے گُر سیکھنے ہوں گے ۔ اس لئے اپنی اولاد اور اپنی بیویوں کی تربیت میں ہرگز نہ عجلت سے کام لیں نہ سہل انگاری سے کام لیں، دونوں چیزیں مہلک ہیں۔ نہ ان کی بیماریوں سے غافل ہوں نہ ان کی بیماریوں سے بے پرواہ ہوں۔ اپنے احساس کو زندہ رکھیں اور اس دُکھ کو زندہ رکھیں جو برائیوں کو دیکھنے کے نتیجہ میں ایک مومن کے دل میں لازمی پیدا ہوتا ہے۔

بدی دیکھنے پر آنحضرتؐ کا ردِ عمل

بارہا مَیں نے جماعت کو پہلے بھی متوجہ کیا ہے کہ سارے قرآن کریم میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق ایک بھی اشارہ نہیں ملتا کہ بدی کو دیکھ کر آپؐ غصے میں آجاتے ہوں۔ ہاں بدی کو دیکھ کر آپؐ بے حد رنجیدہ ہو جاتے تھے۔ بے حد دکھ محسوس کرتے تھے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کو آپؐ کو بار بار متوجہ فرمانا پڑا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ اے محمد! ان ظالموں کے لئے تو کیوں اپنے نفس کو ہلاک کرتا ہے کیا تو اپنے آپ کو اس غم سے ہلاک کر لے گا کہ یہ کیوں مومن نہیں ہوتے۔ کہیں بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غضبناک ہونے کا ذکر نہیں ملتا۔ لیکن بے انتہا دردناک ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ پس آپ بھی اپنی نسلوں کو کبھی نمازوں پر قائم نہیں کر سکیں گے جب تک آپ ان کے لئے درد محسوس نہ کریں اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے درد دعا بن جایا کرتا ہے اور وہی دعا ہے جو درد ہو اس کے سوا کوئی دعا نہیں ہے۔ وہی دعا مقبول ہوتی ہے جس کے ساتھ دل پگھلا ہوا ہو۔ پس دیکھیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت حسنہ پر غور کرنے سے کیسے کیسے زندگی کے راز ہمیں ملتے ہیں۔ ایک انسانی زندگی کے نہیں ایک قومی زندگی کے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے تمام انسانوں کی زندگی کے راز سیرۃ نبویؐ میں مضمر ہیں۔ اور اسی سے ہمیں سیکھنے ہوں گے۔ پس اپنی اولاد کو نمازوں کی طرف اس طرح توجہ کریں اور پھر رفتہ رفتہ آگے بڑھیں۔ اُن سے نمازیں سُنیں۔ اگر ٹھیک نماز نہیں آتی تو ان کو سکھانا شروع کریں۔ اور اس وقت آپ میں سے بہت سے ایسے بھی نکلیں گے جنہیں احساس پیدا ہوگا کہ اُن کو بھی نماز صحیح نہیں آتی جب ترجمہ سکھانے کا وقت آئے گا تو آپ میں سے بہت سے ایسے بھی ہوں گے جن کو خود نماز کا ترجمہ نہیں آتا ہوگا۔ جب یہ بتانے کا وقت آئے گا کہ جو کچھ پڑھتے ہو دل لگا کر پڑھنے کی کوشش کرو تو بہت سے ایسے ہوں گے جن کو یاد آئے گا کہ وہ خود بھی تو دل لگا کر نہیں پڑھتے رہے۔ تو یہ تربیت ایسی ہوگی جو دو طرفہ ہوگی۔ آپ اپنی اولاد کو زندگی کا پانی عطا کر رہے ہوں گے اور آپ کی اولاد آپ کو زندگی کا پانی عطا کر رہی ہوگی۔

یہ مضمون ایسا ہے کہ مَیں کبھی اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے تھک نہیں سکتا۔ میرے دل میں اس معاملے میں درد اور غم کی ایک ایسی آگ لگی ہوئی ہے کہ بہت سے آپ میں سے اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ ہرگز مَیں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والا نہیں ہوں گا،

جب تک اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے مجھے یہ چین نصیب نہ ہو جائے کہ جماعت نماز کے معاملے میں آج سے سینکڑوں گنا زیادہ بیدار ہو چکی ہے۔ اور ہم اگلی صدی میں اس طرح خدا کے حضور سر جھکا کر داخل ہو رہے ہیں کہ ہم اور ہماری بیویاں اور ہماری بیٹیاں اور ہماری مائیں اور ہماری بہنیں اور ہمارے بھائی سارے بڑے اور سارے چھوٹے خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے، اُس کی عبادت کی رُوح کو سمجھتے ہوئے عاجزانہ طور پر، اگلی نسلوں کے انسانوں کے لیئے دعائیں کرتے ہوئے اگلی صدی میں داخل ہو رہے ہوں۔

خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اللہ کرے کہ ہمیں اس کی توفیق ملے۔ (آمین)

غزل

(عبدالکریم قدسی)

کس کے گیسو سامنے لہرا گئے
صبح کے آثار بھی پتھرا گئے

ان گنت غم۔ سینکڑوں محرومیاں
بیٹھے بیٹھے آپ کیا یاد آ گئے

احتراماً میں نے آنکھیں بند کیں
اتفاقاً سامنے وہ آ گئے

دے گئے کچھ زخم تازہ پھر مجھے
دوست آئے تھے، کرم فرما گئے

کس قدر ویران ہے دشتِ حیات
خواہشوں کے پھول بھی مرجھا گئے

مختصر ہے اپنی رودادِ سفر
آتے آتے تیرے در تک آ گئے

دور پیچھے رہ گئے دیر و حرم
چلتے چلتے ہم کہاں تک آ گئے

رند تھے قدسی عجب انداز کے
موج میں آئے تو مے چھلکا گئے

بقیہ - نماز کی عظمتیں، برکتیں، رفعتیں —

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عبادت کی اس قسم میں جو تذلل اور انکسار ہے جسمانی افعال کا روح پر اثر پڑتا ہے اور روحانی افعال کا جسم پر اثر پڑتا ہے ۔

(چشمۂ معرفت صفحہ ۹۶-۱۰۰ ۔ روحانی خزائن ۲۳ صفحہ ۹۹-۱۰۰)

بقیہ اداریہ

چالان کر دیا جہاں سے انہیں وہ سزائیں مل گئیں جن کے وہ سزاوار تھے۔

سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہی حال اس زمانہ کے جفاکار منکروں کا ہوگا۔ ہر ایک شخص اپنی زبان اور قلم اور ہاتھ کی شامت سے پکڑا جائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۰-۱۹۰)

Monthly KHALID RABWAH

SEPTEMBER 1988